ترجمہ و تلخیص

رویتِ ہلال کا مسئلہ

الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید
(مترجم: مولانا محمد امین الاثری)

۱۱ تا ۱۸ شعبان ۱۳۹۸ھ میں رابطہ عالم اسلامی کی تیرہویں تاسیسی مجلس مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی جس میں چند قراردادیں زیرِ غور آئیں۔ ان قراردادوں میں سے ایک قرارداد یہ بھی تھی کہ تمام عالم اسلامی میں ایک ہی دن چاند ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔ اس طرح پر کہ جب چاند مغرب یا ایران وغیرہ میں دیکھا جائے تو اسی رویت کی بنیاد پر تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر روزہ اور افطار لازم قرار دیا جائے۔ اور رابطہ کے سکریٹری ممالک اسلامیہ کے تمام رؤسا اور بادشاہوں کو لکھ دیں کہ وہ اس کی تعمیل کریں اور یہی شریعت کا منشا اور تقاضا ہے۔ میں بھی اس اختتامی اجلاس میں شریک تھا، جب یہ قرارداد پڑھی گئی تو میں نے پرزور انداز میں اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث نیز علمائے محققین، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور علم ہیئت جدیدہ و جغرافیہ جدیدہ کے خلاف ہے۔ مجلس کے بعض ارکان کی یہ رائے کہ کسی بھی ملک کی رویت تمام دنیا والوں کے لئے روزہ اور افطار کو واجب کر دیتی ہے، گو کہ قدما میں اس کے قائل بعض علماء رہے ہیں لیکن ان کی رائے عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ انشاء اللہ آئندہ صفحات سے اس کا غلط ہونا آپ پر واضح ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے مناسب جانا کہ اس موضوع پر ایک رسالہ لکھوں جس سے حق واضح ہو جائے اور یہ بھی روشن ہو جائے کہ مطالع کے اختلاف میں واقف کار حضرات متفق ہیں اور ہر اہل بلد کے لئے انہی کی رویت معتبر ہے۔ جو ممالک اپنے آپ کو اسلامی کہتے ہیں اور اپنی نسبت

اسلام کی طرف کرتے ہیں۔ وہ کتاب وسنت سے کتنی دور جا پڑے ہیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس سے ہر شخص واقف ہے۔ اس رسالہ کا نام میں نے (تبیان الادلۃ فی اثبات الاھلہ) رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ اور وہی راہ مستقیم کی ہدایت بخشنے والا ہے پہلے ہم وہ احادیث پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ:

ہر شہر کی رویت اسی شہر والوں کے لئے ہے

حضرت کریب (تابعی) کہتے ہیں کہ ام فضل بنت حارث نے مجھے شام حضرت معاویہؓ کے پاس ایک ضرورت سے بھیجا۔ میں شام پہنچا اور جس ضرورت سے میں وہاں گیا تھا۔ اسے پورا کیا اور شام ہی کے قیام کے دوران رمضان کا چاند نظر آیا۔ جمعہ کی رات میں میں نے چاند دیکھا پھر رمضان کے آخری دنوں میں مدینہ واپس پہنچا تو عبداللہ بن عباسؓ سے گفتگو ہوئی۔ اثنا گفتگو میں چاند کا ذکر آیا انھوں نے پوچھا کہ تم لوگوں نے چاند کب دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ ہم نے چاند جمعہ کی رات میں دیکھا، انھوں نے پوچھا کیا تم نے دیکھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے دیکھا اور لوگوں نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے رکھا۔ فرمایا ہم نے تو سنیچر کی رات میں دیکھا، ہم تیس روزے پورے کریں گے یا چاند نظر آجائے۔ میں نے کہا کہ کیا حضرت معاویہؓ کا چاند دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے: فرمایا کہ نہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر شہر کی رویت انہی کے لئے ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ کا فرمان کہ "ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے"۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کریب کی خبر کو خبر واحد سمجھ کر رد نہیں فرمایا ورنہ وہ حضرت معاویہؓ کو لکھ کر اس کی تحقیق کرتے، یا حضرت معاویہؓ مدینہ والوں کو تحریر فرماتے کہ جمعہ کی رات میں رویت ہوگئی ہے۔ آپ لوگ ایک روزہ کی قضا کریں۔ اور جب اس طرح کی کوئی چیز پیش نہیں آئی تو

معلوم ہوا کہ ہر شہر کی رویت انہی کے لئے ہے اور ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے عہد میں ہوا کرتا تھا۔ اس لئے نہ تو ان لوگوں نے چاند کے بارے میں ان کو لکھا اور نہ انھوں نے انھیں لکھا حالانکہ ان حضرات کو دین سے بیحد شغف تھا اور خیر کی بڑی حرص اور لگن تھی، امام نووی نے اپنی شرح مسلم شریف میں اس حدیث کی روشنی میں اس طرح باب باندھا ہے (باب بیان ان لکل بلد رویتہم وانہم اذا رأوا الھلال ببلد لا یثبت حکمہ لما بعد عنھم) اور ابوداؤد نے بھی اپنی سنن میں (باب اذا رؤی الھلال فی بلد قبل الآخرین بلیلۃ) ترمذی نے اپنی جامع میں اس طرح باب باندھا ہے (باب ماجاء لکل اھل بلد رویتھم) اور نسائی نے اپنی سنن میں عنوان باب ہے۔ اختلاف اھل الآفاق فی الرؤیۃ

ان سب آئمہ نے حضرت کریب مولی ابن عباسؓ کی روایت کا ذکر کیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان سب آئمہ کے نزدیک ہر شہر کی رویت صرف اسی شہر والوں کے لئے ہے۔ جیسا کہ ان کے تراجم الابواب سے معلوم ہوتا ہے۔ جس وقت حضرت کریب نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ کیا حضرت معاویہؓ کی رویت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے؟ تو حضرت ابن عباس کا یہ جواب کہ "نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے"۔ اس سے حضرت ابن عباسؓ کا مقصد یہ ہے کہ اہل مدینہ اہل شام کی رویت پر افطار نہیں کریں گے۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے (لا تصوموا حتی تروا الھلال، ولا تفطروا حتی تروہ، فان غم علیکم فاقدروا لہ) وقال (الشھر تسع وعشرون لیلۃ، فلا تصوموا حتی تروہ، فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین) وفی روایۃ (فاقدروا لہ ثلاثین) یعنی روزہ نہ رکھو، تا آنکہ چاند دیکھ لو، اور افطار نہ کرو تا آں کہ چاند دیکھ لو، اور اگر بدلی کی وجہ سے تمہیں چاند نظر نہ آئے تو تم اس کا شمار کرو۔ اور آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس راتوں کا ہوتا ہے روزہ نہ رکھو یہاں

تک کہ اسے دیکھ لو اگر بدلی کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تم تیس کا عدد پورا کرو اور ایک روایت میں ہے تیس کا شمار کرو۔

اور ایک روایت میں ہے (اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فاقدروا له...) وفي رواية: فان غم عليكم فصوموا ثلاثين يوما، وفي رواية: فان غم عليكم فاكملوا العدة...

وفي رواية: فان اغمي عليكم الشهر فعدوا ثلاثين۔

وفي رواية: فان غبي عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين۔

یہ تمام روائتیں اس بات پر دلیل ہیں کہ روزہ کا دارومدار تیس شعبان کی تکمیل ہے یا چاند دیکھ کر روزہ کا رکھنا یا اسے دیکھ کر افطار کرنا ہے۔

یہ خطاب تمام امت مسلمہ سے ہے کہ جب روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا سبب (رویت) متحقق ہوگا تو روزہ اور افطار لازم ہوگا۔ اور جہاں یہ سبب (رویت) نہ پایا جائے روزہ اور افطار لازم نہ ہوگا نماز کے اوقات کی طرح، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اقامت کا حکم آفتاب کے زوال کے وقت دیا ہے اور جس وقت زوال مدینہ میں پایا جائے گا تو اہل مدینہ کے لئے ظہر کی نماز کا وقت ہوگا۔ اور اس سے اہل مغرب پر ظہر کی نماز لازم نہ ہوگی جب تک کہ ان کے یہاں دلوک شمس (زوال) نہ پایا جائے۔ جیسے اہل مشرق فجر، ظہر، عصر، مغرب اہل مغرب سے قبل پڑھیں گے اس وجہ سے سبب نماز یعنی وقت ان کا پہلے ہوگا۔ پس اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور حدیث (روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور افطار نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو) اس حکم کو آپ نے روزہ کے سبب (یعنی رویت ہلال) پر معلق فرمایا ہے پس جہاں یہ سبب (رویت ہلال) پایا جائے وہاں روزہ کا حکم بھی ہوگا لیکن جن مقامات پر اس وقت دن ہوگا تو روزہ کا حکم ان کے لئے کیسے ہوگا؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ خود آپ کا یہ ارشاد اختلاف مطالع پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ متعدد اہل علم نے کہا ہے

کہ اس پر اجماع ہے اور ابن ابی شیبہ نے تو اپنی کتاب میں ان الفاظ میں باب باندھا ہے، (فی القوم یرون الھلال ولا یراہ الآخرون) قوم کے کچھ لوگ چاند دیکھیں اور کچھ لوگ چاند نہ دیکھیں تو کیا حکم ہے؟

ہم سے حدیث بیان کی ابن ادریس نے اور وہ عبداللہ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ "مدینہ میں لوگوں نے رویت ہلال کا ذکر کیا" اور کہا کہ اہل استارہ نے چاند دیکھا ہے تو سالم اور قاسم نے کہا مالنا و لاھل استارہ "یہ رویت اہل استارہ کے لئے ہے ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔

چاند کی رویت کے بارے میں کبائر ائمہ حنفیہ اور محققین کی رائیں

صاحب تجرید وغیرہ نے جو کچھ کہا ہے اس کا ما حصل یہ ہے کہ مطالع میں بہت زیادہ اختلاف ہوتا ہے جس کی وجہ سے چاند کا حکم بھی مختلف ہے۔

مفتی ابو سعود نے شرح مراقی الفلاح میں کہا ہے کہ صاحب تجرید کی رائے ہی زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ چاند کا آفتاب کی شعاع سے الگ ہونا ملکوں اور علاقوں کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ جیسے وقت کے شروع ہونے میں فرق ہوتا ہے اور یہ علم افلاک وہیئت سے ثابت ہے۔ اور یہ اختلاف مطالع کم از کم ایک ماہ کی پیدل مسافت پر ہو جاتا ہے (جیسا کہ جواہر میں ہے الخ ملخصاً) اور تاتار خانیہ میں ہے کہ کسی ایک شہر والے جب چاند دیکھ لیں تو کیا ہر شہر والوں پر لازم ہو جاتا ہے۔ اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ لازم نہیں ہے۔ اور معتبر یہی ہے کہ ہر اہل بلد کی رویت انہی کے لئے ہے۔ زیلعی نے شرح کنز میں کہا ہے کہ اکثر مشائخ مطالع کا اعتبار نہیں کرتے مگر زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ ہر قوم اسی چیز کی مخاطب ہے جو ان کے نزدیک ہو اور چاند کی علیحدگی آفتاب کی شعاع سے ملکوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اور اس پر دلیل حضرت کریبؓ کی روایت ہے (جس کا مفصل ذکر پہلے کیا جا چکا ہے) مختارات نوازل میں ہے کہ اہل شہر نے چاند دیکھ کر انتیس دن روزہ رکھا اور دوسرے شہر والوں نے چاند دیکھ کر تیس دن روزہ

دیکھا تو اگر مطالع کا اختلاف نہیں ہے تو پہلے لوگوں پر ایک دن کی قضا لازم ہے ورنہ قضا واجب نہیں۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ نفس مطالع کے اختلاف میں کوئی نزاع نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی دو شہروں میں ایسی دوری ہوتی ہے کہ ان دونوں شہروں میں سے کسی ایک میں رات کو چاند دکھائی دیتا ہے اور دوسرے میں دکھائی نہیں دیتا، یہی حال آفتاب کے مطالع کا بھی ہے کیونکہ چاند کا انفصال سورج کی شعاع سے ملکوں اور علاقوں کے مختلف ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ جس وقت مشرق میں سورج ڈھلتا ہے ضروری نہیں ہے کہ اسی وقت مغرب میں بھی زوال ہو۔ اور یہی حال طلوع فجر اور غروب آفتاب کا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جب سورج ایک درجہ حرکت کرتا ہے تو کہیں طلوع فجر اور کہیں طلوع آفتاب اور کہیں غروب آفتاب ہوتا ہے اور کہیں نصف رات ہوتی ہے۔ زیلعی میں ہے کہ وہ بعد اور دوری جس کی وجہ سے مطالع کا اختلاف ہوتا ہے اس کی مقدار ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اور اکثر لوگوں کی وہی رائے ہے جو قہستانی میں جواہر سے منقول ہے اور مطالع کے اختلاف کا اعتبار کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ اس میں جو اختلاف ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قوم کے لئے صرف اس کے مطلع ہی کا اعتبار ہوگا" اور اسے دوسروں کے مطلع پر عمل لازم نہ ہوگا؟ یا ان دونوں کے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ سب سے پہلے جہاں رویت ہو اس پر سب کے لئے عمل واجب ہوگا یہاں تک کہ اگر چاند کی رویت مغرب میں جمعہ کی رات میں ہوئی اور مشرق میں سنیچر کی شب میں تو مشرق والوں پر اہل مغرب کی رویت پر عمل واجب نہ ہوگا۔ اور بعض علماء نے یہی رائے کو ترجیح دی ہے۔ اسی کو زیلعی اور صاحب فیض نے اختیار کیا ہے۔ اور شافعیہ کے نزدیک بھی یہی صحیح ہے۔ اس لئے کہ ہر قوم انہی عمل کی پابند ہے جو اس کے نزدیک ثابت ہو، جیسے نماز کے اوقات اور اسی کی تائید دلائل صراحت سے ہوتی ہے جو گزر چکی یعنی عشاء اور وتر کا وقت جہاں نہ ہو وہاں ان کا وجوب بھی نہیں ہوتا۔ زیلعی شارح کنز نے کہا ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار ان شہروں کے درمیان نہیں ہوگا جو باہم قریب ہوں جو شہر ایک دوسرے سے دور ہوں ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ اور یہی بات تجرید قدوری میں ہے اور اسی کے قائل جرجانی بھی ہیں۔